REGD No. L. 5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ
عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ — ربوہ

یوم چہارشنبہ

خطبہ نمبر ۴۲

فی پرچہ ۱ آنہ

جلد ۴۵/۱۰ | ۲۴ اخاء ۱۳۳۵ ھش | ۲۴ اکتوبر ۱۹۵۶ء | نمبر ۲۴۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۲۳ اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے۔

"طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے" الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں ؛

جماعت احمدیہ کراچی و کنری کی قراردادیں

جن لوگوں کا نفاق یقینی طور پر ثابت ہو چکا ہے انھیں ہم ہرگز جماعت مبایعین کے افراد نہیں سمجھتے

جماعت احمدیہ کراچی کی قرارداد

انجمن احمدیہ کراچی کا ایک غیر معمولی اجلاس عام مورخہ ۱۴/۱۰/۵۶ بوقت ۱۰½ بجے صبح زیر صدارت امیر مقامی جناب چوہدری عبد اللہ خان صاحب احمدیہ ہال میں منعقد ہوا جس میں حسب ذیل قرارداد اتفاق رائے سے منظور کی گئی۔

"جماعت احمدیہ کراچی منافقین کے موجودہ فتنہ اور اس میں شامل ہونے والے تمام افراد سے قطعی برأت کا اظہار کرتی ہے۔ نیز حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خلافت پر کامل ایمان کا اقرار کرتے ہوئے حضور کو اپنی سچی اطاعت اور کامل فرمانبرداری کا یقین دلاتی ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اس زمانہ میں حضور کے دامن اقدس سے وابستہ ہونے میں ہی اللہ تعالےٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کا راز مضمر ہے۔ اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ حضور کو صحت کاملہ کے ساتھ لمبی کام کرنے والی زندگی عطا فرمائے۔ اور ہمیں حضور کے حقیقی خادم اور سچے غلام بننے کی توفیق عطا فرمائے ؛

ہم یقین رکھتے ہیں کہ خلیفے خدا بناتا ہے۔ اور ان کے انتخاب کے پیچھے خدا کی تقدیر اور اس کی مشیت کارفرما ہوتی ہے۔ خلیفہ کبھی معزول نہیں ہو سکتا۔ اور نہ دنیا کی کوئی طاقت اس سے خلافت کی نعمت چھین سکتی ہے یہ اجلاس عزل خلفاء اور ایک خلیفہ کی زندگی میں دوسرے کے انتخاب کے سراسر باطل اور خلاف اسلام نظریہ کی پُرزور تردید کرتا ہے۔

یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل اور رحم ہے۔ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعاؤں اور توجہ نے ہمیشہ فضل الٰہی کو جماعت کراچی کے لئے جذب فرمایا۔ جس کے باعث یہ جماعت عملی طور پر ہمیشہ پیش پیش رہی۔ آج سے دو اڑھائی سال قبل جبکہ اس موجودہ فتنہ کا ابھی انکشاف بھی نہیں ہوا تھا۔ اور اللہ رکھا کے متعلق اتنا ہی علم ہوا تھا کہ اس نے درویشوں کے خلاف فتنہ کھڑا کیا تھا۔ لوکل انجمن احمدیہ کراچی نے اللہ رکھا کو یہاں ایسا عملی جواب دیا کہ اسے اور اس کے کسی ساتھی کو ادھر توجہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اور انجمن احمدیہ کراچی کے مذکورہ بالا عملی اقدام نے اللہ رکھا اور اس کے ساتھیوں پر ایسے پہلے واضح کر دیا۔ کہ اس انجمن میں جماعتی طور پر یا انفرادی حیثیت میں ان کے لئے کسی قسم کی کوئی گنجائش نہیں (الفضل مورخہ ۱۱/۹/۵۶)۔ لیکن اگر ان میں سے کسی کو ابھی رتی بھر بھی شبہ باقی ہو تو لوکل انجمن احمدیہ کراچی کا یہ اجلاس خصوصی ان پر واضح کر دینا چاہتا ہے۔ کہ اس انجمن کا ہر فرد ان کو کسی حیثیت میں کبھی قبول کرنے کو تیار نہیں۔ کیونکہ ان لوگوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہ لوگ مبایعین سے کٹ چکے ہیں۔ اور خلافت حقہ کے دشمن ہیں ؛

یہ اجلاس یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہے۔ کہ ہر وہ فتنہ پرداز جس کے بارہ میں پاکستان اور باہر کی کسی بھی انجمن احمدیہ نے بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ اس کے لئے انجمن احمدیہ کراچی میں ہرگز ہرگز کوئی جگہ نہیں۔ نیز یہ کہ اگر اس جماعت میں کسی کو ان میں سے کسی کے خیالات سے اتفاق یا ہمدردی ہو۔ جن کا موجودہ فتنہ کے تسلسل میں اخبار الفضل میں ذکر آ چکا ہے۔ تو ایسا شخص ہرگز جماعت احمدیہ مبایعین کراچی کا ممبر نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ اسے کوئی عہدہ دیا جا سکے۔ دو ایک آدمی جو مشتبہ معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے متعلق تحقیقات کی جا رہی ہے۔ اگر ان کا جرم ثابت ہوا۔ تو یہ انجمن ایسے اشخاص کے خلاف مناسب قدم اٹھانے میں انشاء اللہ تعالےٰ ہرگز کوئی کوتاہی نہیں کرے گی" ؛

شمیم احمد جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ کراچی

جماعت احمدیہ کنری کی قرارداد

مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۵۶ء کو بعد نماز جمعہ جماعت احمدیہ کنری نے اتفاق آراء سے منافقین کے متعلق حسب ذیل ریزولیوشن پاس کیا۔

"اخبار پیغام صلح لاہور جو خلافت ثانیہ اور حضور کی ذات مبارک کے خلاف عرصہ اندازاً تین ماہ سے جھوٹا اور معاندانہ پروپیگنڈہ کرنے میں مصروف ہے۔ مخلصین جماعت نے کھلے الفاظ میں اس کے اس پروپیگنڈے کے خلاف نفرت اور حضور سے اپنی دلی وابستگی اور خادمانہ اخلاص کا اظہار کیا ہے۔ اوائل اگست میں پیغام صلح نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کا ذکر صرف "نور الدین" لکھ کر کیا تھا۔ (لیکن میاں وہاب کو اس پر کوئی اعتراض نہیں) اور اکابرین پیغام صلح تو ہمیشہ ہی حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کو اذیت پہنچانے اور دکھ دیتے رہے نیز وہ آپ کے اختیارات کو محدود کرنے کی ناکام کوشش کرتے۔ اور کبھی بوجہ آپ کے عمر رسیدہ ہونے اور اکثر بیمار رہنے کے آپ کو معزول کرنے کا خیال کرتے۔ برخلاف اس کے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے فرمانبردار مبایعین میں سے تھے اور حضور سے کبھی کوئی ایسی بات نہ ہوئی۔ جو آپ کے احترام اور عزت اور مرتبہ کے منافی ہو۔ باوجود

(باقی صفحہ پر)

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

خطبہ جمعہ

یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ (مائدہ ع ۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر کوئی ایک شخص بھی تمہارے دینی نظام سے الگ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسکے بدلہ میں تمہیں ایک قوم دیگا

یہ آیت بتاتی ہے کہ دینی نظام سے الگ ہونیوالوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ مومنین سے کیا سلوک فرماتا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۲ اکتوبر سنہ ۱۹۵۶ء بمقام ربوہ

یہ خطبہ صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل انچارج شعبہ زود نویسی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

ہر نظام اپنے ساتھ اپنے ممبروں کے لئے

کچھ سہولتیں

رکھتا ہے اگر وہ نظام دینی ہو تو اس نظام کو چھوڑنے والا ان تمام سہولتوں سے جو اس نظام میں دینی ترقی اور اس کی اشاعت کے لئے رکھی گئی ہوں محروم ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس نظام دینی پر چلنے والے سچے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ باہر سے اور آدمی لے آتا ہے۔ جو پہلوں کے قائمقام ہو جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یا ایھا الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین (مائدہ ع ۸)

یعنی اے ایمان والو اگر تم میں سے کوئی ایک شخص بھی تمہارے نظام دینی سے الگ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں

تمہیں ایک قوم دیگا

جو مومنوں کے ساتھ نہایت انکسار کا تعلق رکھنے والی اور کفار کی شرارتوں کا نہایت دلیری سے مقابلہ کرنے والی ہوگی۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ نظام دینی سے الگ ہونے والوں کے مقابلہ میں ہمارا کیا سلوک ہوتا ہے مگر افسوس ہے کہ آجکل بعض مسلمان علماء نے لفظ ارتداد کو ایسا بھیانک بنا دیا ہے کہ وہ بالکل ایک نئی چیز بن گیا ہے۔ حالانکہ

ارتداد کے صرف یہ معنے ہیں

کہ انسان ایک نظام کو چھوڑ کر کسی اور نظام میں شامل ہو جائے۔ خدا تعالیٰ نے یہ کہیں نہیں کہا کہ ایسے آدمی کو قتل کر دیا جائے۔ جیسا کہ بعض مسلمان علماء غلطی سے ایسا سمجھتے ہیں بلکہ اس نے یہ اعلان کیا ہے کہ اگر واقعہ میں تم مومن ہو تو جو تمہارے نظام کو چھوڑے گا اس کے متعلق تم کو کچھ کرنے کا حکم نہیں۔ بلکہ اس کے متعلق ہم ایک ذمہ داری اپنے اوپر لیتے ہیں اور وہ یہ کہ ایک ایک شخص جو تمہارے نظام کو چھوڑے گا۔ اس کے بدلہ میں ہم ایک ایک قوم کفار میں سے لاکر تمہارے اندر داخل کر دیں گے جن سے خدا محبت کریگا اور جو خدا سے محبت کرینگے۔ لیکن مسلمان علماء یہ سمجھتے ہیں کہ نظام دینی سے الگ ہونے والے کی گردن کاٹ دینی چاہیئے۔ حالانکہ اس کی گردن کاٹ دینے سے

اسلام کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے

اسلام کو تو اس وقت فائدہ ہوگا جب اللہ تعالیٰ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ کے ماتحت اس کی جگہ ایک قوم لے آئے اور مسلمانوں کو زیادہ کر دے۔ یہی بات اللہ تعالیٰ نے اس جگہ بیان فرمائی ہے۔ کہ ہم ایک کام اپنے ذمہ لے لیتے ہیں اور وہ یہ کہ ہم نظام سے الگ ہونے والے ایک شخص کی جگہ ایک قوم لے آئیں گے۔ اب دیکھو قرآن کریم کے بیان اور اس زمانہ کے علماء کی تفسیر میں

کتنا عظیم الشان فرق ہے

آجکل کے علماء کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نظام دینی سے نکل جائے۔ تو اس کے متعلق خدا تعالیٰ پر کوئی فرض عائد نہیں ہوتا۔ ہم پر یہ فرض عائد ہے کہ ہم اسے قتل کر دیں۔ حالانکہ قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ اگر نظام دینی کی طرف منسوب ہونے والے لوگ سچے مومن ہیں۔ اور کوئی شخص ان میں سے واقعی طور پر مرتد ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں ایک نئی قوم مسلمانوں میں داخل کر دیتا ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ احمدی مرتد ہیں اس لئے واجب القتل ہیں۔ لیکن

سوچنے والی بات یہ ہے

کہ اگر وہ واقعہ میں مرتد ہیں اور غیر احمدی واقعہ میں سچے مومن ہیں تو اس قرآنی وعدہ کے مطابق ضروری تھا کہ اگر مسلمانوں میں سے پانچ لاکھ احمدی مرتد ہوئے ہیں۔ تو کم سے کم پچاس لاکھ عیسائی یا ہندو مسلمان ہو کر ان غیر احمدیوں میں مل جاتا اگر ایسا نہیں ہوا تو معلوم ہوا کہ احمدی مرتد نہیں اور غیر احمدی سچے مومن نہیں اور یا پھر خدا تعالیٰ اپنے وعدے کو پورا نہیں کر سکا۔ اگر دس افراد کی بھی ایک قوم سمجھ لی جائے۔ اور پانچ لاکھ احمدی ان کے خیال میں مرتد ہو گئے تھے تو پچاس لاکھ غیر مذاہب کے لوگ اسلام میں داخل ہو جانے چاہیئے تھے اور اگر پانچ لاکھ احمدیوں کی بجائے پچاس لاکھ غیر مذاہب والے اسلام میں داخل ہو جاتے تو مسلمانوں کو کتنا فائدہ ہوتا۔ اس صورت میں تو انہیں پانچ لاکھ افراد کے احمدی ہو جانے سے ذرہ بھر بھی نقصان نہ ہوتا۔ بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہوتا۔ اور

یہی وہ بشارت ہے

جو اس آیت میں مسلمانوں کو دی گئی ہے۔ اور ان کے حوصلوں کو بلند کیا گیا ہے پھر قوم کا لفظ وسیع ہے ممکن ہے اس سے سو سو افراد کا گروہ مراد ہو۔ اور اگر سو سو مراد لیا جائے تو چاہیئے تھا کہ پانچ لاکھ احمدیوں کے بدلہ میں قرآنی وعدہ کے مطابق پانچ کروڑ ہندو یا عیسائی مسلمان ہو جاتے اور ان پانچ کروڑ کا آنا یقیناً مسلمانوں میں سے پانچ لاکھ غریب زمینداروں کے نکل جانے سے بہت بہتر ہوتا۔ بہرحال خدا تعالیٰ نے یہ کہا ہے کہ اگر ایک شخص نظام دینی سے الگ ہو جائے تو وہ اسکے بدلہ میں ایک قوم لایا کرتا ہے۔ اب یہ قوم یا تو ہندوؤں میں سے آتی۔ یا عیسائیوں میں سے آتی۔ دونوں صورتوں میں موجودہ احمدیوں سے بہتر ہوتی۔ کیونکہ یہ دونوں قومیں احمدیوں سے زیادہ مالدار اور طاقتور ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ ایک ایک احمدی کے بدلہ میں دس دس ہندو بھی اسلام میں لاتا۔ تو پچاس لاکھ ہندو اسلام میں داخل ہو جاتے تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ اس سے مسلمانوں کی کتنی طاقت بڑھ جاتی یا اگر امریکہ اور یورپ سے پچاس لاکھ افراد اسلام میں داخل ہو جاتے تو مسلمانوں کو پانچ لاکھ احمدیوں کا نکلنا جو ان کے خیال میں مرتد ہو گئے ہیں اتنا بھی برا معلوم نہ ہوتا جتنا ایک مچھر کا مر جانا برا معلوم ہوتا ہے اور جس طرح لوگ غلط سے مچھر مارنے پر خوش ہوتے ہیں

اسی طرح دوسرے مسلمان احمدیوں کے نکل جانے پر خوش ہوتے۔ کیونکہ ادھر ایک احمدی ہوتا۔ اور ادھر انہیں تار آجاتی۔ کہ امریکہ یا یورپ میں دس عیسائی مسلمان ہوگئے ہیں۔ اب یا تو علماء کا احمدیوں کو مرتد کہنا جھوٹ ہے۔ اور یا نعوذ باللہ قرآنی وعدہ پورا نہیں ہو رہا۔

قرآن کریم صاف کہتا ہے

کہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین۔ یعنی وہ مسلمانوں سے کھلے طور پر وعدہ فرماتا ہے۔ کہ ہر مرتد ہو جانے والے شخص کے مقابلہ میں ہم ایک قوم تمہارے اندر داخل کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنے وعدہ میں کون زیادہ سچا ہو سکتا ہے۔ اگر علماء کے کہنے کے مطابق خدا تعالیٰ نے مرتدین کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ تو اس حکم کو پورا کرنے کی توفیق شاہ افغانستان کے سوا اور کسی کو نہیں ملی۔ اور پھر خدا تعالیٰ کا وعدہ بھی پورا نہیں ہوا۔ کیونکہ کوئی قوم مسلمانوں میں داخل نہیں ہوئی۔ گویا خدا تعالیٰ نے جو بات مسلمانوں کے ذمہ لگائی تھی۔ اسے بھی وہ پورا نہ کر سکے۔ اور جو بات خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ لگائی تھی۔ وہ بھی اس نے پوری نہ کی۔ اگر وہ اپنا وعدہ پورا کرتا۔ تو ایک ایک احمدی کے بدلہ میں دس دس آدمی اسلام میں داخل ہوتے۔ کیونکہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک ایک مسلمان دس دس کفار پر بھاری ہوتا ہے۔ (انفال ع ۹)

گویا ہمیں کم سے کم دس دس افراد کی قوم ماننی پڑیگی۔ بلکہ اسلامی جنگیں جو عیسائیوں سے ہوئیں۔ ان میں

ایک ایک مسلمان

ایک ایک ہزار عیسائیوں پر بھی بھاری ہوتا تھا۔ اس طرح پانچ لاکھ احمدی نکل جاتے۔ تو پچاس کروڑ غیر مذاہب والے مسلمان ہو جاتے۔ اور اگر اتنی بڑی تعداد غیر مذاہب والوں کی مسلمان ہو جاتی۔ تو مسلمانوں کے "پو بارہ" ہو جاتے۔ اور وہ یک دم دگنے ہو جاتے۔ اور عیسائی ان سے بہت کم ہو جاتے۔ بلکہ پچاس کروڑ سے بھی زیادہ غیر مذاہب والے اسلام میں داخل ہو سکتے تھے۔ کیونکہ تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ بعض دفعہ دو دو ہزار کے اسلامی لشکر نے لاکھ لاکھ دشمنوں کا مقابلہ کیا اور ان پر فتح پائی ہے۔ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ کہ ایک دفعہ رومی لشکر کی تعداد ۶۰ ہزار تھی۔ اور اس کے مقابلہ میں صرف تیس مسلمان نکلے۔ اور انہوں نے رومی لشکر کو بھگا دیا۔ اس اسلامی لشکر میں ابوجہل کے بیٹے عکرمہؓ بھی شامل تھے۔ جنہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد اس کے لئے بڑی بھاری قربانیاں کی ہیں پھر حضرت خالد بن ولیدؓ بھی اس لشکر میں شامل تھے

تاریخ سے ثابت ہے

کہ اس موقعہ پر اصل رومی لشکر کی تعداد بارہ لاکھ تھی۔ اور عیسائی مورخ اس کی تائید کرتے ہیں۔ لیکن ساٹھ ہزار کا لشکر وہ ہے۔ جو آگے آیا تھا۔ تاکہ وہ اسلامی بدرقوں کو روکے۔ اس لشکر کے کمانڈر انچیف سے روم کے بادشاہ نے یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ اگر وہ مسلمان لشکر پر فتح پائے گا۔ تو وہ اسے اپنی لڑکی کا رشتہ دے دیگا۔ اور آدھا ملک اسے بانٹ دیگا۔ یہ کتنا بڑا لالچ تھا۔ جو اس کمانڈر کو دیا گیا۔ لیکن اس کے باوجود تیس آدمیوں نے اسے بھگا دیا۔ انہوں نے قلب لشکر پر حملہ کر کے کمانڈر کو قتل کر دیا۔ اور اس کے قتل کی وجہ سے سارے لشکر میں بھاگڑ مچ گئی۔ اور وہ تتر بتر ہو گئے۔ غرض ایک ایک مسلمان نے بعض دفعہ دو دو ہزار کفار کا مقابلہ کیا۔ اور انہیں شکست دی ہے۔ اب پانچ لاکھ کو دو ہزار سے ضرب دو۔ تو ایک ارب بن جاتا ہے۔ گویا مسلمانوں کی اس وقت جتنی تعداد پائی جاتی ہے۔ اس میں ایک ارب کا اضافہ ہو جاتا۔ عام طور پر مسلمان کہتے ہیں۔ کہ دنیا میں ان کی آبادی ساٹھ کروڑ ہے۔ لیکن عیسائی مورخین چالیس یا پینتالیس کروڑ کہتے ہیں۔ اگرچہ یہ بات جغرافیہ اور حساب کی رو سے غلط ہے لیکن فرض کرو۔

مسلمانوں کی آبادی

پچاس کروڑ ہے۔ تو اگر پانچ لاکھ افراد کے احمدی ہو جانے کے بدلہ میں ایک ارب لوگ اسلام میں داخل ہو جاتے۔ تو مسلمان موجودہ تعداد سے تین گنا زیادہ ہو جاتے۔ یعنی ایک ارب پچاس کروڑ ہو جاتے۔ اب یا تو یہ کہو۔ کہ قرآن کریم نے نعوذ باللہ ہم سے دھوکہ کیا ہے۔ اور یا یہ سمجھو۔ کہ احمدیوں کو مرتد قرار دینے والے غلطی کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو سچا مسلمان کہنے والے غلطی کرتے ہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ سچے مومنوں میں سے حقیقی مرتد ہونے والوں کے بدلہ میں فی شخص ایک قوم قرآنی وعدہ کے مطابق مسلمانوں میں داخل نہیں ہوئی۔ اور جو تھوڑے بہت ہوئے بھی ہیں۔ وہ سچے مومنوں کے ذریعہ نہیں ہوئے۔ بلکہ نام نہاد مرتدوں کے ذریعہ سے ہوئے ہیں۔ اگر ان نام نہاد مرتدوں کو قتل کر دیا جاتا۔ تو اتنے لوگ بھی مسلمان نہ ہوتے۔ بہر حال

اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے

کہ اگر تم میں سے ایک شخص بھی نظام دینی سے الگ ہوگا۔ تو وہ ایک قوم کو اس کی جگہ لے آئیگا۔ اگر مسلمان قرآن کریم پر غور کرتے۔ اور اس آیت کو سچا سمجھتے۔ تو وہ سمجھ لیتے۔ کہ احمدیوں کو مارنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم تو ایک شخص ماریں گے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے کہا ہے۔ کہ ہم ایک ایک کے بدلے ایک ایک قوم لائیں گے۔ گویا اگر ایک شخص احمدی ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں انہیں ایک قوم دیتا۔ جو اس سے بہر حال بہتر ہوتی۔

آج کل چونکہ ہماری جماعت میں بھی ایک فتنہ شروع ہے۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے دوستوں سے بھی کہتا ہوں۔ کہ اصل طریق یہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو۔ کہ وہ تمہیں سچا مومن بنائے۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں سچا مومن بنادے گا۔ تو اگر جماعت سے دو شخص نکلیں گے۔ تو دو ہزار اور آجائیں گے۔ پچھلے دنوں چند آدمی ہماری جماعت سے نکلے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی تعداد ان کے بدلہ میں ہمیں دے دی۔ چنانچہ ایک ہزار سے زیادہ افراد ہماری جماعت میں پچھلے دنوں داخل ہو چکے ہیں۔ اور تازہ اطلاعات جو غیر ملکوں سے آرہی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انتہائی مشرقی ممالک میں ایک بڑی تعداد افراد کی احمدیت میں داخل ہوئی ہے۔ جو ان نکلنے والے آدمیوں سے بہت زیادہ ہے۔ پس خدا تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ اور وہ پورا ہو کر رہنے والا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے

کہ قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف نئے معنے نہ کئے جائیں۔ قرآن کریم کہتا ہے۔ کہ اگر واقعہ میں کوئی شخص نظام دینی سے الگ ہوتا ہے۔ تو ہم اس کے بدلہ میں ایک قوم لاتے ہیں۔ اب اگر تم واقعہ میں کسی کو مرتد سمجھتے ہو۔ تو دیکھ لو کہ قرآنی وعدہ کے مطابق اس کے بدلہ میں ایک قوم آئی ہے یا نہیں۔ اگر اس کے بدلہ میں ایک قوم آگئی ہے۔ تو وہ واقعہ میں مرتد ہے۔ اور اگر اس کے بدلہ میں ایک قوم نہیں آئی تو وہ مرتد نہیں۔ اور اگر کوئی شخص قرآن کریم کی رو سے مرتد نہیں۔ اور تم اسے مرتد کہتے پھرتے ہو۔ تو یہ قرآن کریم کی تضحیک ہے۔ کیونکہ ایک طرف تم اسے مرتد کہتے ہو۔ اور دوسری طرف تمہیں اس کے بدلہ میں کوئی قوم نہیں ملتی۔ اور اس طرح قرآنی وعدہ جھوٹا ماننا پڑتا ہے۔ پھر ہمیں

یہ بھی سوچنا چاہیئے

کہ قرآن کریم نے یہ نہیں کہا۔ کہ مرتد کو قتل کر دو۔ اس نے صرف اتنا کہا ہے۔ کہ اگر کوئی نظام دینی سے الگ ہو جائے۔ تو اس کے جانے پر ہم ایک کام کریں گے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم ایک نئی قوم کو مسلمان کر دیں گے۔ مولوی کہتے ہیں کہ اسلام میں مرتد کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں۔ کہ قرآن کریم میں تو انہیں تھپڑ مارنے کا بھی حکم نہیں۔ قرآن کریم نے صرف اتنا کہا ہے۔ کہ فسوف یاتی اللہ بقوم اگر وہ واقعہ میں مرتد ہے۔ تو ہم اس کے بدلہ میں ایک نئی قوم اسلام میں داخل کردیں گے۔ "سوف" عربی زبان میں زور دینے کے لئے بھی آتا ہے۔ گویا اس آیت کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ ہم کوئی معمولی بات نہیں کہتے۔ بلکہ ہم ضرور ایک قوم لا کر چھوڑیں گے۔ لیکن

عجیب بات یہ ہے

کہ ان علماء کے نزدیک پانچ لاکھ احمدی مسلمانوں میں سے مرتد ہو گیا مگر ان کے پاس اللہ تعالیٰ کوئی قوم نہ لایا۔ بلکہ ایک کے بدلہ میں ایک آدمی بھی انہیں نہ ملا۔ اور پانچ لاکھ عیسائی یا ہندو بھی ان میں شامل نہ ہوا۔ حالانکہ اگر واقعہ میں پانچ لاکھ مسلمان احمدی ہو کر مرتد ہو گیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ کم از کم پچاس لاکھ مسلمان اور لے آتا۔ بلکہ اگر اس بات کو دیکھا جائے۔ کہ کسی زمانہ میں ایک ایک مسلمان دو دو ہزار آدمیوں پر بھی بھاری تھا۔ تو ایک شخص کے الگ ہو جانے پر خدا تعالیٰ دو دو ہزار لوگ اسلام میں داخل کر دیتا۔ اور اس وقت مسلمانوں کی تعداد دو ارب کے قریب ہو جاتی۔ اور ایک ایک ہندو اور بدھ کے مقابلہ میں دو دو مسلمان پیش کئے جا سکتے۔ اور اس طرح دنیا کا نقشہ بدل جاتا۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو یہی مولوی ہمارے سامنے ہاتھ جوڑتے۔ اور کہتے کہ خدا کے لئے پانچ لاکھ اور احمدی بنالو۔ تاکہ ایک ارب اور مسلمان ہو جائیں۔ اور اگر وہ آجاتے۔ تو وہ پانچ لاکھ اور احمدی بنا لینے کی درخواست کرتے۔ تاکہ ایک ارب اور مسلمان ہو جاتے۔ اور اگر موجودہ تعداد سے تین گنا احمدی ہوتے۔ تو دنیا کے چپہ چپہ پر مسلمان پھیلے ہوئے ہوتے۔ اور آج دنیا میں کوئی ہندو۔ عیسائی۔ بدھ۔ شنٹو ازم کا پیرو اور کنفیوشس کا ماننے والا نظر نہ آتا۔ سارے مذاہب ختم ہو جاتے۔ غرض یہ آیت مسلمانوں کے لئے

ایک بہت بڑی خوشخبری

کی حامل ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ بعض علماء نے اسے انذار کی آیت سمجھ لیا۔ حالانکہ یہ آیت مسلمانوں کی ترقی کا راستہ کھولتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں [illegible]

نظر آتی ہے۔ اور وہ یہ کہ آپ کے زمانہ میں آپؐ کا کاتب وحی مرتد ہو گیا۔ لیکن اس کے بدلہ میں خدا تعالیٰ نے تھوڑے ہی دنوں میں سارے مکہ کو مسلمان کر دیا۔ ہم بھی دیکھتے ہیں۔ کہ جماعت میں سے ایک دو آدمی نکلتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ معًا بعد ایک قوم لانی شروع کر دیتا ہے۔ اور ہم بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اس وقت ہماری جماعت سے جو لوگ علیحدہ ہوئے ہیں۔ ان کے متعلق تو ہم سمجھتے ہیں۔ کہ وہ سخطۃ لدینہ نہیں نکلے۔ اس لئے ہم انہیں مرتد نہیں کہہ سکتے۔ درحقیقت ایک شخص تو مرتد ہوتا ہے۔ اور ایک

بمنزلہ مرتد ہوتا ہے

اگر کوئی جماعت سے علیحدہ ہوتا ہے۔ تو وہ بمنزلہ مرتد ہوتا ہے۔ مرتد وہ اس وقت کہلائے گا۔ جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھوٹا کہنے لگ جائے۔ لیکن اگر کوئی شخص سخطۃ لدینہ نکلے۔ تو ہمیں یقین ہے۔ کہ اس کے بعد سینکڑوں لوگ ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے۔ بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں۔ کہ ان لوگوں کے بدلہ میں بھی جو بمنزلہ مرتد ہوتے ہیں۔ سینکڑوں لوگ احمدیت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً

پیغامیوں کو لے لو

ہم انہیں مرتد نہیں کہتے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کچھ کہتے ہیں۔ ٹھیک ہے اور جب وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کچھ کہتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ تو ہم انہیں مرتد کیسے کہہ سکتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ ہم یہ کہیں گے۔ کہ وہ بمنزلہ مرتد ہیں۔ کیونکہ وہ بعض نظاموں کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم کئے ہیں۔ توڑنا چاہتے ہیں۔ لیکن ان کے علیحدہ ہونے کے بعد بھی تم دیکھ لو۔ جماعت کو خدا تعالیٰ نے کس قدر بڑھا دیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ کے زمانۂ خلافت کے آخری جلسہ میں یہ لوگ بھی شامل تھے۔ لیکن اس میں شامل ہونے والوں کی تعداد گیارہ بارہ سو تھی۔ لیکن اب جلسہ سالانہ کے موقع پر

ساٹھ ستر ہزار

لوگ آجاتے ہیں۔ بلکہ ہندوستان جس کو جماعت چھوڑ چکی ہے۔ اس میں قادیان کے سالانہ جلسہ پر بھی اس جلسہ سے زیادہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو کہ حضرت خلیفہ اول رضؓ کی زندگی کے آخری سال ہوا تھا۔ پس دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے جماعت کو کس قدر بڑھا دیا۔ ان میں سے ایک ایک کے جانے کے بعد خدا تعالیٰ نے جماعت کو پندرہ پندرہ بیس بیس آدمی دے دیئے۔ اور پھر ابھی جماعت بڑھ رہی ہے۔ کوئی بعید نہیں۔ کہ کچھ عرصہ کے بعد جماعت اس قدر بڑھ جائے۔ کہ موجودہ جماعت کو اس کے مقابلہ میں وہی نسبت ہو۔ جو ریت کے ذروں کے سامنے ایک کنکر کو ہوتی ہے۔

غرض اس قرآنی آیت نے

مسئلہ ارتداد

کو بالکل حل کر دیا ہے۔ اور بتا دیا ہے۔ کہ مرتد کس کو کہتے ہیں اور سچا مومن کس کو کہتے ہیں۔ کیونکہ اس آیت میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ اگر جماعت مسلمہ سچے مومنوں پر مشتمل ہو۔ اور کوئی شخص ان میں سے واقعی مرتد ہو جائے۔ تو فورًا اللہ تعالیٰ اس کی جگہ پر ایک نئی قوم مسلمانوں میں داخل کر دیگا۔ اگر کسی جماعت میں سے کوئی شخص سخطۃ لدینہ نکل جائے۔ اور جماعت میں پھر بھی تبلیغ کا جوش پیدا نہ ہو۔ تو درحقیقت وہ قوم یا جماعت سچی مومن نہیں کہلائے گی۔ کہ ایک مرتد کو دیکھنے کے بعد بھی اس کے اندر دینی غیرت پیدا نہ ہوئی۔ مگر چونکہ عام طور پر لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ علیحدہ ہونے والے سخطۃ لدینہ نہیں نکلے۔ اس لئے ان میں

تبلیغ کا جوش

بھی پیدا نہیں ہوتا۔ چنانچہ دیکھ لو۔ مولوی تو کہتے ہیں۔ احمدی مرتد ہیں۔ مگر عوام الناس کو احمدیوں میں تبلیغ کرنے کا جوش پیدا نہیں تھا۔ اس لئے کہ وہ جانتے ہیں۔ کہ یہ ہم سے زیادہ اچھے مسلمان ہو گئے ہیں۔ اگر عوام الناس کو واقعی میں یہ یقین ہوتا۔ کہ یہ لوگ مسلمان نہیں رہے۔ تو وہ سارے کے سارے تبلیغ میں لگ جاتے۔ اور احمدیوں سے زیادہ عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کھینچ کر لے آتے۔ لیکن ان کا جوش میں نہ آنا صاف بتاتا ہے۔ کہ وہ ہم کو مرتد نہیں سمجھتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ تو اسلام پر زیادہ پکے ہو گئے ہیں۔ جیسے پچھلی دفعہ ۱۹۵۳ء میں جب مار مار کر بعض احمدیوں سے کہلایا گیا۔ کہ احمدیت جھوٹی ہے۔ تو ایک بوڑھے احمدی سے بھی ڈرا دھمکا کر یہ کہلوا دیا گیا۔ کہ میں توبہ کرتا ہوں۔ وہ لوگ اپنے مولوی کے پاس گئے۔ اور کہنے لگے مبارک ہو۔ ایک احمدی کو ہم نے پھر مسلمان کر لیا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ تم بڑے بیوقوف ہو۔ تم نے کچھ نہیں کیا۔ وہ اسی طرح احمدی ہے۔ جیسے پہلے تھا۔ کہنے لگے نہیں۔ ہم نے اس سے کہا۔ توبہ کر۔ تو اس نے فورًا توبہ کر لی۔ کہنے لگا کیا احمدی توبہ نہیں کرتے۔ وہ تو روزانہ توبہ کرتے ہیں اس لئے اگر اس نے توبہ کی۔ تو اپنے مذہب کے مطابق کی۔ اگر تم سچے ہو۔ تو اس کو جا کر کہو۔ کہ میرے پیچھے آکر نماز پڑھے۔ تب سمجھا جائے گا۔ کہ اس نے احمدیت سے توبہ کی ہے۔ وہ لوگ پھر اس کے پاس گئے۔ تھا تو وہ کمزور اور بوڑھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے

ایمانی عقل

اسے دی ہوئی تھی۔ جب دوبارہ لوگ اس کے پاس گئے۔ تو اس نے کہا۔ توبہ تو میں نے کر لی تھی۔ پھر اب کیوں آئے ہو۔ کہنے لگے ہمارے مولوی نے کہا ہے۔ کہ تم میرے پیچھے آکر نماز پڑھو۔ تب ہم مانیں گے کہ تم نے توبہ کی ہے۔ کہنے لگا یہ غلط بات ہے۔ دیکھو نماز پڑھنے کے متعلق تو مرزا صاحب بھی کہا کرتے تھے۔ وہ بھی یہی کہتے تھے کہ نماز پڑھو۔ روزہ رکھو حج کرو۔ زکوٰۃ دو۔ شراب نہ پیو۔ چوری نہ کرو۔ جھوٹ نہ بولو۔ میں نے سمجھا تھا۔ اب تمہارے کہنے سے میں نے توبہ کر لی ہے۔ تو اب سب ممنوع کام جائز ہو گئے ہیں۔ اب آئندہ شراب بھی پئیں گے۔ کنجریوں کا ناچ بھی کرائیں گے۔ جھوٹ بھی بولیں گے۔ چوریاں بھی کریں گے۔ لوگوں کا مال بھی کھائیں گے۔ زکوٰۃ بالکل نہیں دیں گے۔ نماز کے قریب نہیں جائیں گے۔ لیکن تم پھر آگئے ہو نماز پڑھوانے۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ پھر توبہ کس بات سے تھی۔ یہ بات جو اب تم مجھ سے کروانا چاہتے ہو۔ یہ تو مرزا صاحب بھی کرواتے تھے۔ وہ لوگ مایوس ہو کر اپنے مولوی کے پاس گئے۔ اور اسے سارا قصہ سنایا۔ اس نے کہا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا۔ کہ یہ لوگ بڑے چالاک ہوتے ہیں۔ اس نے تمہیں دھوکہ دیا ہے۔ تو

بات یہی ہے

کہ اگر واقع میں احمدی ہونے سے ارتداد ہوتا ہو۔ تو خدا تعالیٰ ایک ایک شخص کے بدلہ میں ایک ایک قوم لے آتے۔ لیکن لوگ جانتے ہیں کہ اگر کوئی شخص احمدی ہو جاتا ہے۔ تو وہ اور بھی پکا مسلمان ہو جاتا ہے۔ میں نے کئی دفعہ سنایا ہے۔ کہ اس علاقہ کا ایک غریب سا احمدی ہے۔ اس کا سارا خاندان کٹر غیر احمدی تھا۔ جب وہ احمدی ہوا۔ تو انہوں نے اسے خوب مارا۔ اور کہا۔ تم کافر ہو گئے ہو۔ لیکن احمدی ہو جانے کے بعد اس میں سچ بولنے کی عادت پیدا ہو گئی۔ اور آہستہ آہستہ اس کے متعلق سارے علاقہ میں مشہور ہو گیا۔ کہ یہ شخص سچ بولتا ہے۔ اس علاقہ میں چوریاں بہت ہوتی ہیں۔ اس کے بھائی بند جانور چرا لایا کرتے تھے۔ جس شخص کی چوری ہوتی۔ وہ وہاں آکر کہتا۔ کہ اگر یہ شخص کہہ دے۔ کہ تم نے چوری نہیں کی۔ تو ہم مان لیں گے۔ ورنہ ہم نہیں مانیں گے۔ ایک دفعہ اس کے بھائی ایک بھینس چرا کر لائے۔ سارے لوگ اکٹھے ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ کھرا تمہارے ہاں نکلتا ہے۔ بھینس تم چرا کر لائے ہو۔ اس لئے بھینس دے دو۔ انہوں نے کہا۔ خدا کی قسم۔ ہم نے بھینس چوری نہیں کی۔ کہنے لگے

تمہاری کون مانتا ہے

تم جھوٹے اور دھوکے باز ہو۔ فلاں شخص کو لاؤ۔ وہ کہہ دے۔ کہ تم نے چوری نہیں کی۔ تو ہم مان لیں گے۔ انہوں نے کہا۔ اس کو ہم کیسے لائیں۔ وہ تو ہمارے ساتھ ہی نہیں۔ انہوں نے کہا۔ جب تک تم اسے نہیں لاؤ گے۔ بات نہیں بنے گی۔ چنانچہ وہ گئے۔ اور اس احمدی کو خوب مارا۔ اور کہنے لگے۔ چل اور گواہی دے۔ جب وہ باہر آیا۔ تو کہنے لگے۔ بتاؤ۔ کیا ہم نے بھینس چرائی ہے۔ وہ کہنے لگا۔ چرائی تو ہے۔ انہوں نے اسے پہلے تو گھورا۔ پھر واپس آکر خوب مارا۔ اور کہنے لگے۔ تم نے سچی گواہی کیوں دی ہے۔ وہ کہنے لگا۔ جب بھینس مجھے نظر آرہی تھی۔ تو میں کیسے کہتا۔ کہ تم نے چوری نہیں کی۔ آخر تنگ آکر وہ باہر آئے۔ اور کہنے لگے۔ یہ تو مرزائی کافر ہے۔ اس کی گواہی کا کیا اعتبار ہے۔ تم ہماری بات سنو۔ ہم قسم کھا جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ تم ہزار قسم کھاؤ۔ ہمیں اعتبار نہیں۔ یہ ہے تو کافر لیکن بولتا سچ ہے۔ تو ساری دنیا مانتی ہے۔ کہ یہ کافر بڑے سچے ہیں۔ یہ کافر بڑے نیک ہیں۔ یہ جو بات کہیں گے۔ صحیح کہیں گے۔ پس

حقیقت یہی ہے

کہ عام مسلمان تو ہمیں پکے مسلمان سمجھتے ہیں۔ صرف کچھ مولوی ہیں۔ جو ہمیں مسلمان نہیں سمجھتے۔ اور ان مولویوں کی عوام کے مقابلہ میں تعداد کے لحاظ سے نسبت ہی کیا ہے۔ مولویوں کی تعداد پاکستان میں پانچ چھ سو ہوگی۔ جو احمدیوں سے بھی کئی حصہ تھوڑے ہیں۔ اگر عام مسلمان ہمیں مرتد سمجھتے۔ تو ان میں

تبلیغ کا جوش

پیدا ہو جاتا۔ اور وہ ہم میں سے کئی افراد کو واپس لے جاتے۔ اور پھر دوسری اقوام سے بھی

ایک بہت بڑی تعداد

کو اسلام میں داخل کر لیتے۔ لیکن ان لوگوں میں

اسلام کی تبلیغ کا جوش ہی پیدا نہیں ہوا جس کے معنے یہ ہیں کہ وہ ہمیں پکے مسلمان خیال کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے انہیں احمدیت سے مرتد کروا لیا تو یہ خراب ہو جائیں گے۔ اور احمدیت کے قبول کرنے کی وجہ سے جو خوبیاں ان میں پیدا ہو چکی ہیں وہ بھی جاتی رہیں گی۔ لاہور میں میرے پاس ایک دفعہ ایک غیر احمدی مولوی رات کے دس بجے آیا اور اُس نے مجھے کہا کہ آپ نے یہ درست نہیں کیا کہ اپنی جماعت کے لوگوں کو ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے منع کر دیا ہے اگر آپ انہیں ہمارے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دیدیں تو

مسلمانوں میں اتحاد پیدا ہو جائیگا

اور ان کی طاقت بڑھ جائے گی۔ میں نے کہا مولوی صاحب یہ فرماتے ہیں کہ آپ رات کے دس بجے میرے پاس آئے ہیں اس لئے کہ میں اگر احمدیوں کو آپ لوگوں کے پیچھے نمازیں پڑھنے کی اجازت دے دوں گا۔ تو ان کی طاقت بڑھ جائے گی۔ ہم تو تھوڑے سے ہیں پھر ہمارے شامل ہونے سے آپ کی طاقت کیسے بڑھے گی۔ بتائیے ہم تھوڑے ہیں یا نہیں۔ کہنے لگا ہیں تو تھوڑے لیکن آپ تبلیغ بہت کرتے ہیں۔ آپ اگر دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل جائیں تو ان کی طاقت بڑھ جائے گی۔ میں نے کہا اگر ہم تبلیغ کرتے رہے اور وہ مسلمان ویسے کے ویسے رہے۔ تو اس سے مسلمانوں کو کیا ترقی مل جائے گی اور اگر ہم تھوڑے سے لوگوں نے ان کے اثر کو قبول کر لیا اور تبلیغ ترک کر دی تو جو فائدہ اس وقت اسلام کو پہنچ رہا ہے وہ بھی جاتا رہے گا۔ آپ یہ دیکھیں کہ ہم بھی انہی میں شامل تھے

حضرت مرزا صاحبؑ

کے ماننے سے ہمارے اندر جوش پیدا ہوا اور ہم نے تبلیغ شروع کر دی۔ ان کے اندر مل گئے تو ہمارا بھی جوش جاتا رہے گا اور اسلام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ اس پر وہ بے ساختہ کہنے لگا میں اپنی بات واپس لیتا ہوں۔ آپ اپنے لوگوں کو ہمارے پیچھے بالکل نماز نہ پڑھنے دیں۔ کیونکہ اگر انہوں نے عام مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھی تو وہ واقعہ میں خراب ہو جائیں گے اور ان کا اثر قبول کر لیں گے۔ غرض قرآن کریم بتاتا ہے کہ اگر مسلمانوں میں سے ایک شخص بھی نظامِ دینی سے الگ ہو جائے تو ہم اس کے بدلہ میں مسلمانوں کو ایک قوم دیا کرتے ہیں۔ اس آیت کے مطابق اگر واقعہ میں احمدی مرتد ہیں تو پانچ لاکھ احمدیوں کے مقابلہ میں ایک ارب غیر مسلم مسلمانوں میں

شامل ہونا چاہیئے تھا یا کم سے کم پچاس لاکھ غیر مسلم ان میں شامل ہونا چاہیئے تھا۔ مگر پچاس لاکھ تو جانے دو ان میں پانچ ہزار بھی نہیں آیا اور جو آیا ہے وہ بھی ہمارے ہاتھوں سے آیا ہے یعنی عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے جو لوگ مسلمان ہوئے ہیں وہ بھی ہم مرتدوں کے ذریعہ ہی ہوئے ہیں۔ حالانکہ خدا تعالےٰ نے یہ کہا تھا کہ ہم ان کے بدلہ میں لائیں گے۔ یہ نہیں کہا تھا کہ ان کے ہاتھوں سے لائیں گے۔ لیکن

واقعہ یہ ہوا

کہ ان مرتدوں کے ذریعہ ہی اللہ تعالےٰ دوسری قوموں سے لوگوں کو اسلام کی طرف لا رہا ہے اور اگر جماعت احمدیہ کے افراد اپنے ایمانوں پر مضبوطی سے قائم رہے تو اور خدا تعالےٰ کی مدد اور نصرت ان کے شاملِ حال رہی تو برابر آتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ وہ دن آ جائے گا کہ دنیا میں ایک ہی خدا ہو گا اور ایک ہی رسول محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کی رسالت نہیں ہو گی اور خدائے واحد کے سوا کسی کو خدا کے نام سے یاد نہیں کیا جائے گا اور غیر مذاہب والے بالکل ادنیٰ قوموں کی سی حیثیت اختیار کریں گے لیکن اس دن کے آنے کے لئے

ضروری ہے

کہ احمدی اپنے ایمان میں پکے ہو جائیں۔ جوں جوں وہ اپنے ایمان میں پکے ہوتے چلے جائیں گے اللہ تعالےٰ عیسائیوں اور ہندوؤں کو مسلمان بناتا چلا جائے گا اور اب بھی وہ انہی کے ہاتھوں سے انہیں مسلمان بنا رہا ہے جس سے صاف طور پر پتہ لگتا ہے کہ انہیں مرتد کہنے والے غلطی خوردہ ہیں۔ ہم تو مرتد کو واجب القتل نہیں سمجھتے بلکہ اسے ایک تھپڑ مارنا بھی جائز نہیں سمجھتے مگر غیر مسلموں کو کلمہ پڑھوانے کی اگر کہیں ضرورت ہوتی ہے تو اس وقت ہم لوگ ہی کام آتے ہیں عام مسلمانوں کو یہ توفیق نہیں ملتی کہ وہ غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک دفعہ کسی ادنیٰ قوم میں سے ایک غریب عورت اپنے بچے کو لائی اُسے سل کا مرض تھا۔ اُس نے درخواست کی کہ اس کا علاج بھی کریں اور اسے کسی طرح کلمہ بھی پڑھا دیں۔ وہ لڑکا بڑا پکا عیسائی تھا۔ وہ کہتا تھا میں تو مسلمان نہیں ہوں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نے اسے بڑا سمجھایا مگر وہ نہ مانا۔ ایک دن آدھی رات کو اٹھ کر وہ بٹالہ کی طرف بھاگ گیا۔ وہاں عیسائیوں کا مشن تھا۔ ماں کی آنکھ کھل گئی

تو وہ آدھی رات کو گیارہ میل تک جنگل میں سے اس کے پیچھے گئی اور اسے پکڑ کر واپس لائی۔ مجھے یاد ہے میں چھوٹا تھا وہ آئی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں گر گئی اور کہنے لگی۔ میں آپ سے کچھ نہیں مانگتی۔ یہ میرا اکلوتا بیٹا ہے۔ میں یہ نہیں کہتی کہ یہ بچ جائے۔ گو میری خواہش ہے کہ یہ بچ جائے تو اچھا ہے۔ لیکن اگر یہ اچھا نہیں ہو سکتا تو بے شک اچھا نہ ہو۔ میری خواہش صرف اتنی ہے کہ یہ کلمہ پڑھ کر مرے۔ آپ کسی طرح اسے کلمہ پڑھوا دیں پھر بے شک مر جائے میں سمجھوں گی کہ میرا یہ لڑکا بچ گیا ہے آخر اللہ تعالےٰ نے اس کی اس خواہش کو قبول کر لیا۔ یا تو وہ لڑکا بڑا سنگدل تھا اور یا مرنے سے دو تین دن پہلے کہنے لگا۔ میری سمجھ میں یہ بات آ گئی ہے کہ اسلام سچا ہے۔ چنانچہ اس نے کلمہ پڑھا اور پھر چند دن کے بعد فوت ہو گیا۔ اب دیکھو اگر کسی غیر مسلم کو کلمہ پڑھانا ہوتا ہے تو لوگ ہمارے پاس آتے ہیں کیونکہ کافر کو کلمہ پڑھانا بھی آسان کام نہیں۔ کلمہ پڑھانا بھی کسی ہنرمند کو ہی آتا ہے۔

کہتے ہیں

کسی پٹھان کا لڑکا تلوار نکال کر ایک ہندو سے کہنے لگا کہ پڑھ کلمہ۔ پہلے تو وہ بہانے بناتا رہا کہ میں ہندو ہوں میں کلمہ کیسے پڑھوں۔ مگر پٹھان کہنے لگا اگر تم نے کلمہ نہ پڑھا تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ اس پر وہ کہنے لگا خانصاحب مجھے تو کلمہ آتا نہیں میں کلمہ کیسے پڑھوں۔ آپ پڑھتے جائیں تو میں دہراتا جاؤں گا۔ کہنے لگا۔ تو تمہاری قسمت خراب تھا کلمہ مجھے بھی نہیں آتا ورنہ آج تو ضرور مسلمان ہو جاتا۔ تو کلمہ پڑھانا بھی ہر ایک کا کام نہیں۔ کلمہ پڑھوانے کے لئے بھی ایک جوش ہوتا ہے۔ ۱۹۲۴ء میں

جب میں انگلستان گیا

تو خالد شیلڈرک ایک بڑا مخلص نو مسلم تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا آپ خواجہ صاحب کے ذریعہ مسلمان ہوئے تھے۔ کہنے لگا نہیں۔ میں نے پھر پوچھا کیا آپ عبداللہ کوئلم کے ذریعہ مسلمان ہوئے تھے۔ کہنے لگا نہیں۔ میں نے کہا پھر کس کے ذریعہ مسلمان ہوئے تھے۔ کہنے لگا عبداللہ سہروردی صاحب کے ذریعہ سے مسلمان ہوا تھا۔ عبداللہ سہروردی صاحب موجودہ وزیر اعظم پاکستان کے چچا تھے۔ کہنے لگا وہ بیرسٹری میں پڑھتے تھے لیکن انہیں تبلیغ کا جنون تھا وہ رات دن تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ میں انہی کے ذریعہ مسلمان ہوا [illegible]

ایک طالب علم کے ذریعہ مسلمان ہوا تھا۔ کیونکہ اسے کلمہ پڑھوانا آتا تھا۔ عبداللہ سہروردی صاحب میں تبلیغ کا اتنا جوش تھا کہ وہ شملہ میں ہمیشہ مجھے ملا کرتے اور کہتے میری خوش قسمتی ہے کہ آپ شملہ آ گئے ہیں اب میں آپ سے تبلیغ کا پروگرام بنوانا چاہتا ہوں تا کہ میں باہر کسی ملک میں نکل جاؤں اور تبلیغ کروں۔

پس کلمہ پڑھوانا بھی

ایک بڑا کام ہے

جس کے دل میں اللہ تعالےٰ جوش ڈال دے وہی کلمہ پڑھوا سکتا ہے۔ ورنہ اور لوگوں کو تو اس پٹھان کی طرح یہی کہنا پڑتا ہے کہ کلمہ تو ہمیں بھی نہیں آتا ہم تمہیں کیا مسلمان بنائیں۔

پس اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں نظام دینی سے الگ ہونے والوں کی تعریف کر دی ہے۔ فرماتا ہے یا ایھا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہٗ کہ اگر کوئی نظامِ دینی سے الگ ہو جائے تو خدا تعالےٰ اس کے بدلہ میں ایک قوم لے آتا ہے اگر قوم لے آئے تو معلوم ہوا کہ وہ مرتد ہے۔ اور اگر قوم نہ لائے تو معلوم ہوا کہ الگ ہونے والا مرتد نہیں۔ اور اس جماعت کے افراد سچے مومن نہیں۔ اگر الگ ہونے والا مرتد ہوتا اور اس جماعت کے افراد سچے مومن ہوتے تو خدا تعالےٰ اس کی جگہ ضرور ایک قوم لے آتا ورنہ جھوٹا ٹھہرتا اور اگر خدا تعالےٰ جھوٹا نہیں بلکہ سب سچوں سے زیادہ سچا ہے تو معلوم ہوا کہ ہمیں مرتد کہنے والے غلطی پر ہیں۔ اگر ہم واقعہ میں مرتد ہوتے تو خدا تعالےٰ ہماری جگہ پر عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے لوگوں کو مسلمان بناتا۔ لیکن وہ ہماری جگہ نہیں بناتا بلکہ ہمارے ہاتھ سے بناتا ہے جس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ہمارے خلاف ارتداد کا فتویٰ دینے والے علماء غلطی پر ہیں اور یہ آیت اگر اس کا مفہوم احمدی یاد رکھیں۔ تو احمدیوں اور غیر احمدیوں میں ایک بڑی بھاری

فیصلہ کن دلیل ہے

ایسی دلیل جو ارتداد کا مسئلہ بالکل حل کر دیتی ہے۔ مگر افسوس کہ آج تک احمدیوں نے اس طرف توجہ نہیں کی ؎

درخواست دعا

برادرم چوہدری عبدالرشید صاحب سیالکوٹ بعض محکمانہ پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ چوہدری صاحب کی پریشانیوں کو دور فرمائے نیز اللہ تعالےٰ انہیں پہلے سے بھی زیادہ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے [illegible]

نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ

انصار اللہ کا سالانہ اجتماع

جملہ مجالس کی نمائندگی نہایت ضروری ہے

احباب کرام! اس سال کا سالانہ اجتماع انصار اللہ مؤرخہ ۲۶-۲۷ اکتوبر ۱۹۵۶ء کو منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں موجودہ حالات کے پیش نظر نہایت اہم اور روحانی و مذہبی امور کا ذکر ہو گا انصار اللہ کی ذمہ داری بہت بڑی ہے وہ جماعت کیلئے بنیادی اینٹوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان میں سے بیشتر ایسے لوگ ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں احمدیت کے قبول کرنے کی سعادت حاصل کی ہے اور ایک بڑا حصہ ان انصار کا ہے جو حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خلافت موعودہ میں روز اوّل سے خدمات دینیہ بجا لا رہے ہیں۔ ہاں کچھ نئے داخل ہونے والے احمدی بھی اپنی عمروں کے لحاظ سے انصار اللہ میں داخل ہیں۔ بہرحال یہ سارے اراکین مجلس انصار اللہ ایک بہت بڑی امانت کے حامل اور انتہائی ذمہ داری کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ ۲۶ - ۲۷ اکتوبر کو انہی لوگوں کا سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا ہے۔ اس لئے ان سب احباب سے جو اس موقعہ پر مرکز سلسلہ (ربوہ) میں پہنچ سکیں درخواست ہے کہ وہ ضرور پہنچیں۔ اس اجتماع میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بھی انصار اللہ سے خطاب فرمائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

پروگرام میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے سلمہ اللہ تعالیٰ کی بھی ایک تربیتی تقریر مقرر ہے۔ ہمارے محترم نائب صدر صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب بھی خطاب فرمائیں گے۔ نیز بہت سے علماء سلسلہ قرآن پاک اور احادیث نبویہ کا درس دیں گے۔ ذکر حبیب علیہ السلام پر تقاریر ہوں گی۔ مختصر یہ کہ سالانہ اجتماع ایک خالص روحانی رنگ کا اجتماع ہے جس سے انصار اللہ کی روحانی اور تنظیمی طاقتوں کو زیادہ منظم کرنا مقصود ہے۔ اس لئے آپ بھی اس پاک موقعہ سے استفادہ فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو توفیق بخشے اور وہ ہم سب کے ساتھ ہو۔ آمین۔

قائد عمومی مجلس مرکزیہ انصار اللہ ربوہ

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کر دے۔ (سیکرٹری کارپرداز مصالح قبرستان)

نمبر ۱۴۲۳۶:- میں مال عبدالعزیز ولد شہاب الدین صاحب قوم بھٹی راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن ناصر آباد اسٹیٹ ڈاکخانہ ناصر آباد ضلع تھرپارکر صوبہ حیدر آباد ڈویژن بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲-۴-۱۲/۵۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

آمدنی کا انحصار ملازمت پر ہے۔ ۶۲/- روپے ماہوار تنخواہ معہ ایک من غلہ ماہوار ملتا ہے۔ اس وقت میری کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ سوائے ایک عدد بھینس قیمتی ۴۰۰/- روپے کے۔ میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں۔ نیز میری وفات کے بعد میری کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی میں وصیت کرتا ہوں۔ اگر اپنی زندگی میں کوئی جائداد پیدا کروں اور اس کی وصیت اپنی زندگی میں ادا کروں تو وہ رقم میری وصیت سے منہا سمجھی جائے گی۔

العبد عبدالعزیز مال
گواہ شد علم الدین بقلم خود سیکرٹری تعلیم ناصر آباد اسٹیٹ۔
گواہ شد سید داؤد مظفر شاہ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ناصر آباد اسٹیٹ

نمبر ۱۴۲۳۹:- میں بہاء الحق ولد فرزند علی قوم جٹ سندھ پیشہ کاشتکاری عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۸ء ساکن صادق پور ڈاکخانہ محمد آباد اسٹیٹ ضلع تھرپارکر صوبہ سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱-۱۲/۵۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گذارہ کاشتکاری پر ہے جو کہ بطور مزارع صادق پور فارم نور نگر میں کرتا ہوں۔ جس کی آمد کاشتکاری قریباً ۸۰/- روپے ہے لہٰذا اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں اس کے بعد اگر کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہی ہو گی۔ نیز میں آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کو دیتا رہوں گا۔ میری وفات کے وقت جو جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہو گی۔

العبد نشان انگوٹھا بہاء الحق ولد فرزند علی
گواہ شد۔ منشی سلطان احمد عفی عنہ

صادق پور فورنگ فارم سندھ
گواہ شد۔ رحیم بخش ہیلدار خودکاشت صادق پور

نمبر ۱۴۲۳۰:- میں محمودہ بیگم زوجہ سودری محمد سعید انصاری قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۴۳ سال پیدائشی احمدی ساکن بجوان ڈاکخانہ کے خاص ملک شمالی بورنیو۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹-۱۹/۵۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری منقولہ جائداد کوئی نہیں میرے پاس حسب ذیل زیورات ہیں۔ چوڑیاں دو عدد۔ ہار ایک عدد۔ سرکی بندی گرشے۔ دو عدد انگوٹھیاں۔ ان سب زیورات کا مجموعی وزن ۱۰½ تولے ہے اور یہاں کے موجودہ بازاری نرخ کے مطابق ان کی قیمت ۲۶۰/- $ (ملائی) ہے۔ اس رقم کا دسواں حصہ مبلغ ۲۶/- $ (ملائی) نقد ادا کر رہی ہوں اپنا حق مہر مبلغ ۵۰۰/- $ وصول کر چکی ہوں وقف زندگی کی بیوی ہونے کی وجہ سے مجھے تحریک جدید کی طرف سے ۳۶ ڈالر ماہوار الاؤنس ملتا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس الاؤنس کا دسواں حصہ ماہ بماہ ادا کرتی رہوں گی۔ اگر اس کے علاوہ بوقت وفات میری کوئی دوسری جائداد ثابت ہو تو اس کے دسویں حصے کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتی ہوں

الامۃ محمودہ بیگم۔
گواہ شد محمد سعید انصاری خاوند موصیہ
گواہ شد:- K.C.MOIDEEN —
KUVHI.P.O.BOX30
LABUAIV

نمبر ۱۴۲۲۹:- میں امۃ الکریم واحدہ بنت ڈاکٹر بدر الدین احمد قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۱۷ سال پیدائشی احمدی ساکن جیسلٹن ملک بورنیو بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳-۹/۵۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

اس وقت میری جائداد کوئی نہیں ہے میرے پاس ۲۶۰/- $ کی نقدی ہے میرے پاس سونے کے زیورات ۴۴۴/- $ کے ہیں اس ساری رقم کا دسواں حصہ ۷۰/- $ میں اس وقت نقد ادا کر دیتی ہوں اور مقررہ ماہوار جیب خرچ جو اس وقت دس ڈالر ماہوار ہے اس کا بھی دسواں حصہ ان شاء اللہ ادا کرتی رہوں گی۔ میری وفات کے وقت اگر کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتی ہوں۔

الامۃ امۃ الکریم واحدہ۔
گواہ شد حافظ ڈاکٹر بدر الدین احمد والد موصیہ
گواہ شد۔ مرزا محمد ادریس۔

اوقات موسم گرما دی یونائیٹڈ ٹرانسپورٹ لمیٹڈ سرگودھا

نمبر سروس	پہلی سروس	دوسری سروس	تیسری سروس	چوتھی سروس	پانچویں سروس	چھٹی سروس	ساتویں سروس	آٹھویں سروس	نویں سروس	دسویں سروس
از سرگودھا برائے لاہور	۳½	۴½	۵½	۶½	۷½	۸¾	۱۰	۱۱½	۱۳	۱۴½
از لاہور برائے سرگودھا	۳½	۵	۶½	۸	۹½	۱۰½	۱۲	۱۳½	۱۵	۱۶
از گوجرانوالہ برائے سرگودھا	۵¾	۱۰½	۱۵¼	نوٹ:- لاہور سرگودھا کے درمیان پانچ گھنٹے اور سرگودھا گوجرانوالہ کے درمیان سوا چار گھنٹے کا سفر ہے (جنرل منیجر)						
از سرگودھا برائے گوجرانوالہ	۵¾	۱۰½	۱۵¼							

جماعت احمدیہ کراچی وکنری کی قرار دادیں بقیہ صفحہ اول

اس کے پیغام صلح کا حضور کی نسبت یہ ناپاک الزام لگانا۔ کہ گویا حضور نعوذ باللہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی ہتک کے مرتکب ہوئے سراسر افترا ہے۔ ہماری جماعت یا کوئی بھی باغیرت احمدی حضور کے خلاف اس بے بنیاد الزام کو برداشت نہیں کر سکتا۔

لیکن منافقین جو معاندین سلسلہ کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں۔ اور سا تھ ساتھ جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کا دعوے بھی کرتے ہیں۔ انہوں نے ایک لفظ بھی اس جھوٹے اور اشتعال انگیز پراپیگنڈا کی مذمت میں کہنا گوارا نہیں کیا۔ جس سے بدیہی طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ اپنے آپ کو مخالفین کے کیمپ میں لے جا چکے ہیں اور انہوں نے جماعت احمدیہ اور خلافت کے دامن سے قطع تعلق کر لیا ہے۔ اور وہ جماعت سے نکل چکے ہیں۔ اگر ان کا جماعت احمدیہ سے کوئی بھی تعلق ہوتا تو یہ ممکن نہ تھا کہ معاندین سلسلہ کے خلاف جھوٹے پراپیگنڈا کی تردید نہ چھپواتے۔ انہوں نے تین ماہ کے طویل عرصہ میں اتنا بھی تو نہیں کیا۔ کہ یہ کسی اخبار کی تردید ہی کر دیتے۔ ان کی خاموشی مجرمانہ بے غیرتی ہے۔ جو صرف ایسے منافقین کے لوگوں کا حصہ ہے۔ جو جماعت سے قطع تعلق کر چکے ہیں۔ ہماری جماعت از روئے بصیرت و بصارت کامل وثوق سے اس یقین پر قائم ہے۔ کہ منافقین کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ ہم انہیں اپنی جماعت کا کسی جہت سے بھی فرد نہیں سمجھتے۔ لیکن چونکہ فیصلہ حضور کے اختیار میں ہے۔ ہم نہایت مؤدبانہ طور پر حضور سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ منافقین کو جو جماعت سے خروج کر چکے ہیں۔ اور مخالف کیمپ میں جا چکے ہیں۔ جماعت سے خارج شدہ تصور فرمایا جاوے۔

اس وقت تک جن لوگوں کا نفاق یقینی طور پر بغیر شائبہ کسی شک و شبہ کے ثابت ہو چکا ہے۔ ان کے نام ذیل میں درج ہیں۔

(۱) میاں عبد الوہاب	(۷) عطاء الرحمٰن درحت صاحب
(۲) اللہ رکھا گھٹیالیاں	(۸) راجہ بشیر لاڈی
(۳) غلام رسول چک ۳۵	(۹) عبد اللطیف بیگم پوری
(۴) فیض الرحمٰن فیضی	(۱۰) محمد یونس ملتانی
(۵) حمید ڈاہڈا	(۱۱) میاں عبد المنان ربوہ
(۶) ملک عزیز الرحمٰن	(۱۲) مولوی علی محمد اجمیری (۱۳) محمد حیات تاثیر

(ممبران جماعت احمدیہ کنری بتوسط خاکسار احمد دین امیر جماعت)

ہمارا عطاء الرحمٰن درحت نے تو خود یہ اعلان کر دیا ہے کہ میں آٹھ سال سے جماعت سے علیحدہ ہوں۔ لہذا ان کا نام قرار دادوں میں لینے کی ضرورت نہیں۔ جماعتوں کو صرف یہ نوٹ کر لینا چاہیئے کہ وہ جماعت میں نہیں ہیں — البتہ ہم عطاء الرحمٰن صاحب سے یہ پوچھتے ہیں۔ کہ وہ بتائیں۔ کہ کیا ان کے والد مرحوم بھی کافر اور مرتد تھے۔ اور اب ان کی والدہ بھی کافرہ اور مرتدہ ہیں یا نہیں۔ (ادارہ)

درخواست دعا

ملک غلام مصطفیٰ احمد صاحب ۲۵ یوم سے بیمار ہیں۔ بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفا عطا فرمائے۔ آمین

— محمد عبد الرحیم

میاں محمد صاحب کی کھلی چٹھی کے جواب کا تتمہ بھی شائع ہو گیا!

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اس وقت تک دو ٹریکٹ شائع ہو چکے ہیں۔ ایک کا نام "میاں محمد صاحب کی کھلی چٹھی کا جواب" ہے اور دوسرے کا نام "میاں محمد صاحب کی کھلی چٹھی کے جواب کا تتمہ" ہے۔ اس لئے احباب آرڈر دیتے وقت ہر دو کی تصریح علیحدہ علیحدہ کر کے ہر ایک کی تعداد معین کر کے آرڈر فرمایا کریں۔

پہلے ٹریکٹ "میاں محمد صاحب کی کھلی چٹھی کے جواب" کی قیمت ۴/- روپے فی سینکڑہ ہے اور "میاں محمد صاحب کی کھلی چٹھی کا تتمہ" کی قیمت ۶/- روپے فی سینکڑہ ہے۔

پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ

ضروری تصحیح

مؤرخہ ۲۳ اکتوبر کے الفضل میں صفحہ ۸ پر خدام الاحمدیہ کے سولہویں سالانہ اجتماع کی جو خبر شائع ہوئی ہے اس میں ایک جگہ سہو کتابت سے شامل ہونے والی مجالس کی تعداد ۲۷ لکھی گئی ہے حالانکہ امسال سالانہ اجتماع میں بفضلہ تعالیٰ ۶۷ مجالس کے ۴۱۱۵ نمائندے شریک ہوئے تھے یہ تعداد گذشتہ سال کے اجتماع میں شریک ہونے والی مجالس کی تعداد سے بہت زیادہ ہے۔ گذشتہ سال ۵۲ مجالس کے ۱۰۸ خدام نے شرکت کی تھی۔ اللّٰھم زد فزد